کوئی ہے جو ہمیں بچائے

از قلم: اریبہ نثار

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or

steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

یہ کہانی ہے سکون سے ظلم تک کے سفر کی.... کہی لوگوں کی آہ کی، جس میں کہی آہیں، کہی چیخیں دب گئیں.... اس کہانی میں کئی معصوم بچے، مرد اور عورتیں اسی آس میں مار گئے کہ کوئی ہے جو انہیں بچائے.... یہ کہانی ہے ان لوگوں کی جنہوں نے صبر سے کام لیا، اس امید میں جئے کہ کوئی تو ہو گا جو انہیں ظالموں کے ظلم سے بچائے گا... یہ کہانی صرف ایک لڑکی کی نہیں، ان تمام لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے مسلم بھائی بہنوں کا انتظار کیا، اس یقین سے کہ وہ ان کے لیے کچھ کریں گے...

"ماما، ماما !" فارِس جو کہ بارہ سال کا تھا، ہاتھ میں ایک کتاب پکڑے، دوڑتے ہوئے اپنی ماں کے پاس آیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی، جیسے دل میں کوئی بڑا جذبہ ہو۔ "ماما، ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کتنے بہادر تھے ! اور ہمارے تمام صحابہ کرام بھی ! وہ سب نے بہادری سے دشمنوں کو مار گرایا، اپنی جان کی بازی لگا دی، لیکن کبھی بھی اپنے ایمان کو کمزور نہیں ہونے دیا۔"

فارِس کی آواز میں ایک شدت تھی، جیسے وہ خود اس بہادری کو محسوس کر رہا ہو، جیسے ان تمام عظیم ہستیوں کی قربانیوں کا درد اور فخر اس کے دل میں سمایا ہو۔ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا، وہ صرف الفاظ نہیں تھے بلکہ ایک ایسا پیغام تھا جس میں ایمان، قربانی، اور غیرت کی جوت تھی۔

"ماما، وہ کتنے عظیم تھے! وہ لوگ، جو اپنے خون کی آخری بونڈ تک اپنے دین کے لیے لڑے، یہ سب میری کتاب میں تھا۔ اور جب میں ان کی قربانیوں کے بارے میں پڑھتا ہوں، تو دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے، ایک جذبہ، کہ میں بھی ان کی طرح بہادر بنوں، اپنے دین کے لیے۔"

فارِس کی باتوں میں اتنی شدت اور جذبات تھے کہ ماں کے دل کو چھو گئے۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے بیٹے کی آنکھوں میں جو سوالات تھے، وہ ایک دن جوابات میں بدل جائیں گے، اور وہ بھی اپنے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی طرح اپنی زندگی کو دین کے لیے وقف کرے گا۔

سلمہ نے بہت پیار سے اپنے بیٹے کا ماتھا چومتے ہوئے کہا، "تم بھی اُنہی کی طرح بہادر بنو، بیٹے۔ تمہیں پتہ ہے مسلمانوں کی سب سے بڑی طاقت کیا ہوتی ہے؟ وہ ہوتا ہے اتحاد، جب ہم سب ایک ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جب ہم سب کا دل ایک ساتھ دھڑکتا ہے، تو کوئی بھی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی۔"

سلمہ کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی روشنی تھی، جیسے وہ اپنے بیٹے میں وہی جوش اور عزم دیکھنا چاہتی ہو جو اس کے اندر تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ فارِس ایک دن وہ سب کچھ بنے—ایک قائد، ایک رہنما، جو اپنے دین کے لیے بے خوف ہو۔

"یاد رکھو، بیٹے، تمہاری سب سے بڑی طاقت تمہارا ایمان اور تمہارا اتحاد ہے۔ جب تم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہو، تو تمہیں کوئی نہیں ہرا سکتا۔"

"ماما، دیکھنا ! میں جب بڑا ہوں گا تو میں بھی دشمنوں کا مقابلہ کروں گا۔ میرے مسلمان بھائی، مسلمان بہن، جو بھی مشکل میں ہو گا، میں اُسے بچاؤں گا، دشمنوں کا مقابلہ کروں گا۔ میں اپنے دوستوں کو بھی بتاؤں گا، وہ بھی میری طرح بہادر بن کر دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ کیونکہ ہم سب مسلمان ایک طاقت ہیں ! "

فارِس کی آواز میں ایسا عزم تھا کہ جیسے اُس کے اندر ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی ہو۔ وہ صرف ایک بچہ نہیں تھا، بلکہ اس کے دل میں وہ جوش اور حوصلہ تھا جو کبھی بڑے لوگوں میں بھی نظر نہیں آتا۔ اُس کی باتوں میں وہ شدت اور اُمید تھی جو کسی کو بھی اُسے سن کر ہمت دے سکتی تھی۔

سلمہ کی آنکھوں میں ایک نمکین سی جھرمٹ آئی، اور اُس نے اپنے بیٹے کو اور زیادہ قریب کھینچ لیا۔ دل میں اُسے یقین تھا کہ فارِس ایک دن وہ سب کچھ کرے گا جو وہ اپنے دل میں چاہتا تھا۔

کچن میں کھڑی مریم اور یاسمین یہ منظر دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔ تبھی طارق جمال گھر آئے، دروازے کھلنے کی آواز سے تینوں بچے دوڑ کر اپنے باپ کے

پاس گئے۔ "بابا آ گئے!" طارق نے مسکراتے ہوئے اپنے تینوں بچوں کو پیار کیا۔ "اللہ میرے بچوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔"

سلما نے مسکرا کر کہا، "آمین۔" پھر یاسمین کچن سے اپنے باپ کے لیے پانی لینے چلی گئی، اور مریم اپنی ماں کے ساتھ کھانے کی تیاریوں میں کچن میں مصروف ہو گئی۔

NOVEL HUT

یہ لمحے ایک خوشگوار سکون سے بھرے تھے، جیسے گھر میں محبت اور امن کا ماحول ہر طرف چھایا ہوا ہو۔ بچوں کی مسکراہٹیں اور والدین کی دعائیں، یہ سب کچھ ایک خوبصورت گھر کی علامت تھیں۔

یہ گھر غزہ میں واقع تھا، غزہ جو فلسطین کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ غزہ کے لوگ جو بہت نرم دل کے مالک تھے، طارق جمال اور ان کی فیملی یہاں بہت اچھی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کے تین بچے تھے، دو بیٹیاں اور ایک بیٹا، فارس جو سب سے چھوٹا تھا، اور مریم جو بیس سال کی تھی، سب سے بڑی تھی، اور یاسمین، جو چودہ سال کی تھی۔

NOVEL HUT

غزہ کے لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیتے تھے، چاہے حالات کیسے بھی ہوں۔ یہ کمیونٹی کا جذبہ تھا جو ہر کسی کو آپس میں جوڑے رکھتا تھا۔ یہاں کی فضا میں محبت اور اخوت کا احساس تھا، اور لوگ ایک دوسرے کی مدد کے لیے

ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ طارق جمال کی فیملی بھی اسی جذبے سے جیتی تھی، جہاں ہر فرد ایک دوسرے کے لیے تھا۔

اگلے دن مدرسے میں فارس اپنے دوستوں کو اسلامی تاریخ میں بہادر لوگوں کے بارے میں بتا رہا تھا جو اس نے کتاب میں پڑھا تھا۔ تبھی فارس کے دوست سلمان نے کہا، "میں نے پڑھا تھا کہ دنیا میں ایک بہت بڑی جنگ ہوگی۔" اس کی بات سن کر فارس نے پرجوش ہو کر کہا، "تو پھر ہم اپنے مسلمانوں کا ساتھ دے کر اپنے دین کو بچائیں گے۔"

"میں نے کل جب ماما بابا کو ہمارے مسلمانوں کے بارے میں بتایا، نا کہ کیسے وہ دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ مسلمان ایک طاقت ہیں۔ جب ہم مل کر دشمنوں کا مقابلہ کریں گے تو وہ شکست کھائیں گے۔ اگر بڑی جنگ ہوئی تو ہم اپنے مسلمانوں بہن بھائیوں کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے، ہم سب مسلمان مل کر دشمنوں کو ہرا دیں گے۔ تم سب بھی میرا ساتھ دینا، جب ہم بڑے ہوں گے، ہم اپنے دشمنوں کی سازشوں کو مٹی میں ملا دیں گے۔"

NOVEL HUT

فارس کی بات سن کر اس کے سب دوستوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ پھر وہ سب خوش ہو کر آپس میں ہنستے ہوئے ایک دوسرے کی حمایت کرتے رہے۔ ان کے چہرے پر عزم اور امید کی جھلک تھی، اور وہ جانتے تھے کہ اگر وہ ایک ساتھ ہوں گے تو کوئی بھی دشمن ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

سات اکتوبر 2023، ہفتے کا دن تھا اور صبح کا وقت تھا۔ حسبِ معمول سب اپنی روزمرہ زندگی میں مصروف تھے، تبھی 10:47 پر فضا میں ایک دھماکے کی آواز آئی۔ سب کے اندر اس آواز نے خوف و ہراس پیدا کر دیا۔

تبھی طارق جمال بھاگتے ہوئے گھر آئے اور کہا، "سلما، بھاگو! اسرائیلیوں نے غزہ پر حملہ کر دیا ہے! جلدی سے بچوں کو لے کر بھاگ جاؤ!"

چند لمحوں میں، سب کے اندر خوف کی لہر دوڑ گئی۔ چیخوں، مکری آوازوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ طارق جمال جیسے تیسے کر کے اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر

گھر سے بھاگ نکلے۔ ان کی طرح اور بھی لوگ اپنے اہلِ خانہ کو لے کر بھاگ رہے تھے، کیونکہ ہر طرف بدحواسی اور دہشت پھیل چکی تھی۔

یہ حملہ آخر کیوں ہوا تھا؟ اسرائیلیوں نے بم اور میزائل غزہ کی طرف کیوں پھینکے؟ وجہ یہ تھی کہ حماس ایک فلسطینی عسکری تنظیم ہے جو 1987 میں اسرائیل کے خلاف انتفاضہ کے دوران بنی تھی۔ حماس کا بنیادی مقصد اسرائیل کو شکست دینا اور فلسطینی علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم کرنا ہے۔ یہ گروہ اسلامی بنیاد پرستی کو فالو کرتا ہے اور غزہ کی پٹی میں اپنا کنٹرول رکھتا ہے۔

7 اکتوبر کو حماس نے اسرائیل پر ایک بڑا حملہ کیا تھا، جس میں 5000 سے زیادہ راکٹ فائر کیے گئے اور 6000 فلسطینی جنگجو سرحد عبور کر کے اسرائیل میں

داخل ہو گئے۔ اس حملے کے جواب میں اسرائیل نے غزہ میں حماس کے ٹھکانوں پر شدید فضائی حملے کیے، جن میں بم اور میزائل دونوں کا استعمال کیا گیا۔

اس کے بعد اسرائیلیوں نے غزہ پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور ظلم کے پہاڑ توڑنے لگے۔ اسرائیل کی فوج نے حماس کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا، لیکن ان حملوں نے غزہ کے عام شہریوں کو بھی شدید متاثر کیا۔ بچوں، خواتین، اور بزرگوں تک کوئی بھی محفوظ نہ تھا۔ غزہ کی گلیوں میں خوف کا ماحول تھا، ہر طرف تباہی اور بربادی کے مناظر پھیل گئے۔ مکانات، اسکولز، اسپتال، اور دیگر اہم عمارات بمباری کی زد میں آگئیں۔

اس حملے میں نہ صرف فلسطینیوں کی جانی و مالی قربانیاں ہوئیں، بلکہ ان کا پورا معاشی ڈھانچہ بھی مفلوج ہو کر رہ گیا۔ ہر طرف دہائیوں کی آوازیں اور غم کی گونج تھی۔ اسرائیلی حملوں نے غزہ کے لوگوں کو ایک نئے بحران میں دھکیل دیا تھا، جہاں زندگی کا معمول تقریباً ناممکن ہو چکا تھا اور بس ایک ہی سوال تھا: کب یہ ظلم ختم ہوگا؟

7 اکتوبر کے حملوں میں غزہ میں کم سے کم 400 فلسطینی شہید ہوئے، اور دھماکوں کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھیں۔ طارق جمال اور ان کے ساتھ دیگر لوگ ایک چھوٹے سے مقام پر چھپے ہوئے تھے تاکہ وہ بچ سکیں۔ سلما نے یاسمین اور فارس کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا، اور طارق جمال نے مریم کو اپنے

سینے میں چھپایا ہوا تھا۔ سب رو رہے تھے، ان کی آنکھوں میں خوف اور بے بسی تھی۔

تبھی طارق جمال کے دائیں طرف نو سال کا بچہ روتا ہوا نظر آیا، "ماما، یہ ہمیں مار دیں گے، کسی کو کہو ہمیں بچائے، کوئی تو ہوگا جو ہمیں بچائے گا؟" وہ بچہ لرزتے ہوئے اپنی ماں کے سامنے کھڑا تھا، جیسے اسے اپنی موت کا یقین ہو چکا ہو۔

اس کی ماں، جو اپنے بیٹے کو سکون دینے کی کوشش کر رہی تھی، آہستہ سے بولی، "بس، میرا بیٹا، اللہ ہے نا؟ اللہ ہمارا سب سے بڑا مددگار ہے، وہ ہمیں بچا لے گا، وہ اپنے بندوں کو ضرور مدد کے لیے بھیجے گا۔"

"ماما، بابا کہاں ہیں؟" بچہ ہچکیاں لیتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"بس، بیٹا، وہ آپ کے بابا، ایک دم سے عورت کے اندر خوف تاری ہوا، یہ وہی لمحہ تھا جب اس عورت کا دل کانپنے لگا تھا۔ وہ عورت، جو دعائیں کر رہی تھی، وہ چاہتی تھی کہ جو وہ سوچ رہی ہے، ویسا کچھ نہ ہو۔ سب کے دل دہلانے والی چیخیں بلند ہوگئیں کیونکہ دھماکے کی آوازیں عروج پر تھی۔"

جیسے ہی حملے کا زور کم ہوا، سب نے اپنے پیاروں کی لاشیں دیکھی، جو شہید ہو چکے تھے۔ وہ جو حملے سے بچ گئے تھے، وہ ان لاشوں کو دیکھ کر روتے جا رہے

تھے۔ ان کے لیے سب سے تکلیف دہ لمحہ یہ تھا کہ وہ اپنے پیاروں کو مٹی میں دفن ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

تب ہی ایک عورت کی آواز آئی، جو اپنے شوہر کی لاش کے پاس بیٹھ کر مارے غم کے چیخیں مار کر رو رہی تھی۔ وہ اسرائیلیوں کو بددعائیں دے رہی تھی، "اللہ تم لوگوں کو تباہ کرے گا!" اس عورت کی طرح اور بھی لوگ تھے، جو اپنے پیاروں کی ایسی حالت دیکھ کر تڑپ رہے تھے۔

اسی دوران ایک آدمی نے ایک چھوٹی سی بچی کی لاش کو اپنی گود میں اٹھا رکھا تھا اور تڑپ کر رو رہا تھا۔ "میں نے کہا تھا، ہمارا ہاتھ نہ چھوڑنا!" وہ آدمی خود

بھی زخمی تھا، اس کے درد میں اتنی شدت تھی مگر وہ اپنی بیٹی کو کھو کر تڑپ رہا تھا۔

یہ منظر اتنا دل دہلا دینے والا تھا کہ الفاظ کی کوئی حد نہیں تھی، ہر کسی کی آنکھوں میں بس ایک سوال تھا: کیا ہم کبھی اس ظلم کا جواب دے پائیں گے؟

سلمہ نے اپنے شوہر طارق سے پوچھا، "یہ سب کیوں ہوا ہے؟"

طارق جمال نے سارا واقعہ بیان کیا، اور پھر مریم کا سوال آیا، "بابا، کیا وجہ بنی کہ حماس نے اسرائیل پر حملہ کیا؟"

طارق جمال نے مریم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا، "وجہ یہ تھی کہ حماس نے 7 اکتوبر 2023 کو اسرائیل پر حملہ اس لیے کیا تھا کہ:

اسرائیلی ایئر اسٹرائیکس: اسرائیل نے غزہ کی پٹی پر اپنی ایئر اسٹرائیکس بڑھا دی تھیں، جو حماس کے لیے ایک بڑی اشتعال انگیزی بن گئی۔ یہ حملے غزہ کے شہریوں اور فوجی اہداف کو نشانہ بنا رہے تھے، جن میں کئی لوگ شہید ہو گئے تھے۔

NOVEL HUT

فلسطینی جدوجہد: حماس کا دعویٰ تھا کہ یہ حملہ اس ظلم کے خلاف تھا جو فلسطینیوں پر ہو رہا تھا۔ حماس نے اپنے لوگوں کی حفاظت اور فلسطین کی آزادی کو اپنا مشن بتایا۔

سیاسی بیان: حماس کا مقصد اسرائیل کو ایک سیاسی اور فوجی بیان دینا تھا، جس میں انہوں نے اسرائیل کے خلاف اپنی طاقت کا اظہار کیا۔

تناؤ کا بڑھنا: غزہ میں 2023 کے دوران صورتحال پہلے ہی کشیدہ تھی۔ اسرائیل اور حماس کے درمیان جھڑپیں بڑھ رہی تھیں، اور غزہ میں انسانیت سوز بحران بھی تھا، جس کی وجہ سے تناؤ اور تشدد میں اضافہ ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

اس حملے کا مقصد ایک بڑا فوجی ردعمل تھا، جس میں حماس نے اسرائیل کو ان کے آپریشنز کے جواب میں اپنا فوجی ردعمل دیا۔"

طارق جمال کے اس جواب نے سب کو خاموش کر دیا، اور ایک سنگین حقیقت سامنے آئی۔

سارہ بار بار اپنی دوست مریم کو کال اور میسجز کر رہی تھی، کیونکہ وہ صبح سے آن لائن نہیں ہو رہی تھی۔ سارہ بہت پریشان ہو رہی تھی، لیکن جب مریم کا فون بند جا رہا تھا تو سارہ کی پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ سارہ مریم کی بہت اچھی دوست تھی ، ان کی دوستی کو کئی سال ہو چکے تھے، اور دونوں کے گھر والوں کو بھی یہ بات معلوم تھی کہ وہ دونوں آپس میں گہری دوست ہیں۔

"ماما، مریم کا فون کیوں بند جا رہا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کا فون بند جا رہا ہو؟" سارہ بار بار یہ سوال کرتی۔

سارہ کی ماما نے اسے پریشان دیکھ کر کہا، "بیٹا، کیا پتہ وہ مصروف ہو اور فون جارج نہ ہو، تم فکر نہ کرو، مریم کا فون آجائے گا۔"

سارہ کے دادا ٹی وی دیکھ رہے تھے کہ اچانک نیوز آئی۔ "آپ سب کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اسرائیلیوں نے فلسطین پر حملہ کر دیا ہے، اور انہوں نے حملہ غزہ پر کیا ہے۔ کئی بچے، عورتیں، بوڑھیاں اور نوجوان اس حملے میں شہید ہو گئے ہیں۔"

یہ خبر سن کر سارہ کا فون اس کے ہاتھ سے گر گیا، اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دل میں ایک بے چینی اور خوف کا طوفان تھا، جیسے کچھ بہت برا ہو گیا ہو۔

"یا اللہ، مریم بھی تو نہیں..." سارہ بے قابو ہو کر چیخ پڑی۔ "ماما، میں آپ کو کہہ رہی تھی نا کچھ ہو رہا ہے، میرا دل بہت گھبرا رہا تھا، وہ ٹھیک نہیں ہے!"
سارہ کی آواز میں بے پناہ خوف اور دکھ تھا، جیسے اس کے دل کی ہر دھڑکن مریم کے لیے دعائیں کر رہی ہو۔

سارہ کا تعلق پاکستان سے تھا، اور مریم کا تعلق فلسطین سے۔ دونوں کی دوستی میں وہ گہرا رشتہ تھا جو کبھی بھی کمزور نہیں پڑا تھا، مگر آج سارہ کا دل ڈوب رہا

تھا، وہ سوچ رہی تھی کہ کیا وہ اپنی دوست کو دوبارہ کبھی دیکھ پائے گی؟ کیا وہ اس کی آواز سن پائے گی؟ اس کی آنکھوں سے جو آنسو بہے، وہ صرف مریم کے لیے نہیں، پورے فلسطین کے لیے تھے، جہاں ہر طرف درد، خون، اور خوف کی ہوا تھی۔

یہ منظر اتنا دل دہلا دینے والا تھا کہ سارہ کا دل مسلسل لرز رہا تھا، جیسے اس کی دنیا تھم گئی ہو۔

NOVEL HUT

اسرائیلیوں نے فلسطین کے کئی شہروں پر حملے کر کے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیے، اور ہر روز بمباری اور میزائلوں کی بارش کی۔ ہزاروں لوگ شہید ہونے لگے، چیخوں کی آوازیں، وجود مٹی میں ملتے گئے۔ فلسطین میں

ایسا خوفناک منظر تھا کہ کوئی بھی وہاں کے حالات اور منظر دیکھتا، تو اس کا دل پھٹ جاتا۔ اسرائیلیوں کی بمباری کے سبب کئی مساجد اور اسپتال تباہ ہو گئے تھے۔ فلسطین کے لوگ ہر دن موت کی جنگ لڑتے ہوئے، صبر کا دامن تھامے، اپنے مسلم بھائیوں اور بہنوں کی مدد کو پکار رہے تھے۔

گھروں کا تباہ ہونا ایک عام بات بن چکی تھی، اور ان میں سے ایک گھر تھا طارق جمال کا، جو زندہ تھے، لیکن وہ بھی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ سب ایک ہی امید پر جیتے تھے کہ اللہ ہماری مدد کرے گا۔ وہ اس امید پر زندہ تھے کہ باقی دنیا کے مسلمان آکر ان کو ان ظالموں سے بچائے گی۔

فارس نماز میں رو رو کر دعائیں مانگ رہا تھا: "یا اللہ، مسلمان ہی تو دوسرے مسلمانوں کے مشکل وقت میں آکر مدد کرتے ہیں، تو کوئی کیوں نہیں آرہا ہمیں بچانے؟ یا اللہ، اپنے وسیلے سے کسی کو تو بھیج دے۔ یا اللہ، کئی دنوں سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، یا اللہ، کسی کے ہاتھوں رزق بھیج دے، یا اللہ، کوئی تو آ کر ہمیں بچالے!"

اس کی دعاؤں کو سن کر وہاں موجود ہر شخص کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ جو لوگ زندہ تھے، وہ روز زندگی اور موت کی جنگ لڑتے، گویا ایک اور موت سے لڑ رہے تھے۔ طارق جمال اور ان کے خاندان والے بھی یہی تھے۔ ہر روز وہ اذان دیتے، اور ان کی ساری فیملی نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا۔ طارق جمال اور ان کے ساتھی، باقی لوگوں کو صبر کی تلقین کرتے، کہتے: "میرے بھائیوں اور

بہنوں، اللہ ہمیں اس مشکل سے ضرور نکالے گا، ہمت نہ ہارو، ہم ہر روز نئی امید کے ساتھ، بھوک پیاسے، اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔"

فارس جتنا بچہ تھا، وہ رو رو کر اللہ سے کہہ رہا تھا: "یا اللہ، ایسی زندگی سے تو بہتر ہے کہ موت دے دے، اب نہیں جینا۔" اس کی باتیں دل کو بہت تکلیف دیتی تھیں، لیکن اس کے والد نے اسے گلے لگایا اور کہا: "نہیں بیٹا، ایسا نہیں کہتے، اللہ ہے نا، اللہ دیکھنا، باقی مسلمانوں کو ضرور بھیجے گا ہماری مدد کے لیے۔"

یہ منظر اتنا دردناک تھا کہ ہر کسی کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ اس بچے کی بے بسی، اس کے والد کا حوصلہ، اور اس خاندان کا صبر، یہ سب اس درد میں ڈوبے ہوئے انسانیت کے جذبے کی ایک مثال تھے۔ وہ سب ایک امید، ایک دعا کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکے ہوئے تھے، کہ وہ ان کی مدد کرے گا، جیسے ہمیشہ اپنے بندوں کی مدد کرتا آیا ہے۔ یہ لمحات، یہ درد، یہ بے بسی، ان سب کو ایک ہی چیز میں طاقت ملتی تھی—امید اور ایمان۔

NOVEL HUT

سارہ ہر روز دعا کرتی کہ مریم کا فون آجائے، وہ صحیح ہو، وہ فلسطین کی مدد کے لیے کچھ کرے۔ سارہ روزانہ اپنے دوستوں کو بھی کہتی کہ وہ فلسطین کے لیے آواز اٹھائیں، اور سوشل میڈیا پر اس ظلم کے خلاف بات کریں۔ اس نے خود بھی فلسطین کے حالات پر پوسٹس کیں تاکہ لوگوں کو آگاہ کرے، کیونکہ وہ

جانتی تھی کہ اس وقت فلسطین کے لوگ شدید اذیت میں ہیں اور دنیا کو اس بارے میں معلومات ہونی چاہیے۔

دوسرے طرف، فلسطین پر اسرائیل کا ظلم دو سال سے جاری تھا۔ اسرائیل کی حمایت امریکہ کر رہا تھا، اور ہر روز فلسطین میں مزید میزائل گر رہے تھے، بے گناہ لوگ شہید ہو رہے تھے، اور ہر نئی صبح کے ساتھ خوف اور پریشانی بڑھ رہی تھی۔ سارہ کی دل میں ایک درد تھا جو کبھی کم نہیں ہوتا تھا۔ وہ ہر روز یہ دعا کرتی تھی کہ اللہ فلسطین کے لوگوں کی مدد کرے، ان کی دعائیں سنی جائیں، اور جو لوگ ظلم کا شکار ہو رہے ہیں، انہیں سکون ملے۔

سارہ کی پوسٹس اس کے دل کی آواز تھیں، جو اس نے سوشل میڈیا کے ذریعے دنیا تک پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ دنیا فلسطین کی مدد کے لیے اٹھ کھڑی ہو، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ فلسطینیوں کا درد ان کا اپنا درد ہے۔ اس کی پوسٹس میں وہ ہر روز فلسطین کے لوگوں کے لیے دعا کرتی، اور وہ مسلسل اپنے دوستوں کو بھی اس جدوجہد کا حصہ بنانے کی کوشش کرتی تھی۔

اس ظلم کے بڑھتے ہوئے سلسلے میں، سارہ کبھی مایوس نہیں ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ کبھی نہ کبھی دنیا کی آنکھ کھلے گی اور فلسطین کے لیے آواز اٹھائی جائے گی، اور یہ بھی کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ ظلم کا خاتمہ ہوگا، بس صبر اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔

جہاں کچھ لوگ فلسطین کی مدد کے لیے پوسٹس کرتے تھے، دعائیں مانگتے تھے، وہیں دوسری طرف کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہیں اس ظلم سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ فلسطین میں کچھ لوگ خاموشی سے رو کر اپنے دل کا حال بتاتے، ان کی آنکھوں میں وہ غم تھا جو لفظوں سے بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ کہتے تھے، "ہماری مدد کرو، لوگ بس دعا کرتے ہیں، ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے۔ ہمیں بس اسرائیل سے بچا لو" ان کی آواز میں ایک درد تھا، ایک ایسی چپ جو کئی سالوں سے دل میں باندھی گئی تھی۔

NOVEL HUT

فلسطینی اپنے بچوں کے ساتھ خوف کے عالم میں جیتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کسی بھی وقت ان کے گھروں پر بمباری ہو سکتی ہے، ان کے بستے ہوئے گھروں کو مٹی میں بدل سکتا ہے۔ انھوں نے ویڈیوز بنائیں، اور مسلمانوں سے

مدد کی درخواست کی۔ ان کی آوازوں میں تڑپ تھی، "خدا کا واسطہ، ہمارے بچوں کو ان درندوں سے بچاؤ!" لیکن پھر بھی کسی بھی مسلم ملک سے کوئی ان کے پاس نہ آیا، صرف وہی دعا کی جاتی تھی، "ہم دعا کر رہے ہیں، اللہ رحم کرے۔"

ایسے وقتوں میں فلسطینیوں کے دلوں میں ایک سوال تھا: "کیا ہم اتنی لمبی اذیت سہنے کے بعد بھی تنہا رہ جائیں گے؟" ہر روز کی بمباری، ہر روز کی خوف کی راتیں، وہ چھوٹے بچے جو اپنی ماؤں کی گود میں روتے تھے، اور وہ مائیں جو صرف دعا کرتی تھیں کہ اللہ ان کے بچوں کو سلامت رکھے۔ لیکن کچھ نہ بدلا۔ دنیا بھر کے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، اور فلسطینیوں کی چیخوں کو خاموشی میں بدلتے ہوئے ہر دن گزرتا تھا۔

NOVEL HUT

یہ درد دل میں تھا، لیکن ساتھ ساتھ امید بھی کہ کبھی نہ کبھی وہ دن آئے گا جب فلسطین کے لوگ اپنے حقوق کے لیے آزاد ہوں گے، اور مسلم ممالک ان کی مدد کے لیے آواز اٹھائیں گے۔ لیکن فی الحال، وہ بس دعا کر رہے تھے، کہ اللہ ان کی مدد کرے، ان کے دکھوں کا مداوا کرے۔

یاسمن نے روتے ہوئے سوال کیا، "بابا، اسرائیلیوں کے پاس اتنے بم اور میزائل کیوں ہیں؟" یہ سوال اُس کے دل میں اُبھرتا ہوا درد تھا، وہ جو گزر رہے تھے، اُس کا ہر لفظ درد میں ڈوبا ہوا تھا۔

طارق جمال نے گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا، "یہ جتنے بھی کولڈ ڈرنکس، ریسٹورنٹس، اور دیگر اشیاء ہیں، یہ سب اسرائیل کے پروڈکٹس ہیں۔ جب لوگ ان پروڈکٹس کو خریدتے ہیں، تو اسرائیلیوں کو پیسے ملتے ہیں، اور وہ انہی پیسوں سے میزائل بناتے ہیں۔ اگر لوگ ان پروڈکٹس کا بائیکاٹ کریں، تو اسرائیلیوں کو پیسہ نہیں ملے گا، اور وہ ان میزائلوں کو نہیں بنا پائیں گے۔"

"پھر لوگ بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے؟" یاسمن کا سوال تھا، اس کا دل بہت زیادہ بے چین تھا۔

فارس جو شدید بخار میں مبتلا تھا اور کمزوری کی حالت میں تھا، روتے ہوئے بولا، "شاید لوگوں کو ہماری حالت کا پتا نہیں ہے، شاید وہ نہیں جانتے کہ ہم کس حال میں ہیں۔"

ایک شخص جو پاس ہی کھڑا تھا، اُس نے کہا، "ہمیں یہاں رہ کر اللہ سے مدد کی دعا کرنی چاہیے، لیکن اگر ہم اتنے مظلوم ہیں تو ہم دوسرے مسلمان کیوں نہیں مدد کرتے؟"

مریم جو فارِس کے سر پر پٹی باندھ رہی تھی، بولی، "کیا مسلمان بھی بائیکاٹ نہیں کر رہے؟ کیا مسلمان پتھر دل ہو گئے ہیں؟"

سالما نے افسوس کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے کہا، "کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو پچھلے زمانے کے مسلمان تھے، جو دوسروں کے درد کو سمجھتے تھے۔ آج کل کسی کو بھی کسی دوسرے کا دکھ نہیں دکھتا، بس اپنی عیش و آرام کی زندگی چاہیے ہوتی ہے۔"

یہ درد کی باتیں تھی جو ان کے دلوں میں اُبھرتی رہیں، اور ہر ایک کے اندر ایک سوال تھا، "کیا یہ دنیا ایسی ہو گئی ہے کہ انسانوں کا درد دوسروں کے دلوں تک نہیں پہنچتا؟" لیکن وہ جانتے تھے، جب تک دنیا کی نظر نہیں بدلتی، یہ صبر اور امید کا سفر اسی طرح جاری رہے گا۔

آج پھر خوف کا ماحول تھا، اسرائیلیوں کا ظلم اپنی تمام حدود پار کر چکا تھا۔ ایک کے بعد ایک میزائل گرتے جا رہے تھے، اور ساری دنیا خاموش تھی، جیسے ان ظلموں کی آواز صرف فلسطینیوں تک ہی محدود ہو۔ اس دوران ایک ماں کی چیخ گونجی، "میری بچی! میری بچی!" یہ آواز سن کر طارق جمال فوراً دوڑتے ہوئے اُس بچی کو تلاش کرنے نکلا، اور ساتھ ہی سالما بھی اُس کے پیچھے جا نکلی۔ طارق جمال نے جاتے ہوئے اپنے دوست سے کہا، "اگر میں واپس نہ آسکوں، تو میرے بچوں کا خیال رکھنا اور سب کے پاس رہو۔" اُس کے دوست وقاص کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ طارق جمال نے سالما کو بار بار کہا کہ بچوں کے پاس رہو، لیکن پھر اُس نے سالما کو نہ روکا، کیونکہ سلمہ نے بتایا کہ ایک حاملہ عورت باہر ہے۔ دونوں دوڑتے ہوئے اُس جگہ کی طرف بڑھے جہاں اُمید تھی کہ وہ عورت اور بچی مل جائیں گے۔

جب طارق جمال اُس پانچ سالہ بچی کو تلاش کر کے اُسے اپنی گود میں اُٹھا کر اُس کی ماں کے پاس پہنچا، تو اس کے دل میں سکون کا ایک پل آیا، لیکن سالما ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ طارق جمال اپنی بیوی کی تلاش میں نکلے۔وہ اب اپنی بیوی اور اس حاملہ عورت کو تلاش کرنے لگے، طارق جمال جب ایک گلی میں گئے تو انہوں نے اپنی بیوی اور اس حاملہ عورت کو دیکھا جو خود چل نہیں پا رہی تھی، لیکن سلمہ نے اس عورت کو سہارا دیا ہوا تھا۔ طارق جمال نے اپنی بیوی کا ساتھ دیتے ہوئے اُس عورت کے بازو کو اپنے کندھے پر رکھا اور اُسے سہارا دے کر چلنا شروع کیا، لیکن اچانک ایک اور میزائل گرا۔ اُس آواز نے سب کچھ اُلٹ دیا، اور وہاں کھڑی مریم، یاسمن اور فارس کے سر سے ماں باپ کا سایہ چھین لیا تھا۔

مریم اس آواز پر باہر بھاگی ۔ اپنی ماں کو خون میں لت پت دیکھ کر چیخ رہی تھی۔ "امی !" وہ دوڑتے ہوئے اپنی ماں کے پاس پہنچی اور اس کی حالت دیکھ کر بے قابو ہو گئی۔ سلمہ نے مریم سے آخری سانس لیتے ہوئے کہا اپنا اور اپنے بہن بھائی کا خیال رکھنا اور سلمہ دم توڑ گئی۔ درد کے مارے مریم کے ہونٹوں سے صرف ایک ہی لفظ نکلا: "اللہ !" وہ روتے ہوئے اپنی ماں کی لاش سے چمٹ گئی۔ مریم کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور وہ فریاد کر رہی تھی، "اللہ، میرے صبر کا پیمانہ ٹوٹ گیا ہے۔ اللہ، ہم نے کیا بگاڑا تھا ان ظالموں کا؟ انصاف کر، انہیں ہدایت دے، اللہ ہمیں ان سے چھٹکارا دے۔"یہ بول کر مریم بے ہوش ہو گئی مریم کو اس عورت نے آکر پکڑا جس کی بچی کو طارق جمال نے بچایا تھا۔

یاسمن اور فارس کی آنکھوں میں بھی وہی درد تھا جو مریم کے دل میں تھا۔ وہ دونوں اپنی بہن کے پاس پہنچے اور روتے ہوئے اُس سے درخواست کر رہے تھے، "آپی اُٹھو، آپ ہمیں چھوڑ کے نہ جاؤ، ہم تمہارے بغیر کیسے جئیں گے؟" لیکن مریم کے جسم میں کوئی ہرکت نہیں ہوئی، وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

ایک ڈاکٹر، جو قریب ہی تھا، اُنہیں بتایا کہ مریم کی حالت نازک ہے، وہ صدمے کی حالت میں ہے۔ اُس کے جسم پر پانی ڈالا گیا، اور آہستہ آہستہ اُس کی سانسیں واپس آئیں۔ لیکن وہ جو منظر تھا، وہ اتنا دکھی تھا کہ وہاں موجود ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور ہر ایک کے دل میں یہ سوال تھا، "کیا موت اتنی بے رحم ہو سکتی ہے کہ وہ ایک پل میں اپنے پیاروں کو چھین لے؟"

یہ منظر صرف ظلم کی تصویر نہیں تھا، بلکہ وہ لمحے تھے جب انسانیت کا درد اور اللہ کی مدد کا انتظار ایک ساتھ محسوس ہو رہا تھا۔ اس درد سے گزرنا، اور پھر بھی اُمید کا چراغ روشن رکھنا، یہ فلسطینیوں کا روزانہ کا دکھ تھا، جس کا کوئی جواب نہیں تھا۔

رات کی تاریکی اپنے سائے پھیلائے ہر طرف خاموشی طاری کیے تھی، مگر وہ خاموشی دلوں کے اندر کے طوفان کو دبا نہ سکی۔ یاسمن اور فارس مریم کے پاس بیٹھے تھے، اُس کے چہرے پر ویرانی چھائی ہوئی تھی، آنکھیں بند تھیں، سانسیں دھیمی تھیں۔ اچانک، جیسے ہی مریم کی پلکیں ہلیں، اُس کے ذہن میں

ماں باپ کا چہرہ ابھرا — وہ مسکراتے چہرے، جو اب صرف یادوں میں باقی تھے۔

"ماما... بابا... مات جائیے!" مریم نے یکدم چیخ ماری اور گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

یاسمن اور فارس نے فوراً اُس کے ہاتھ تھام لیے، دونوں بیک آواز بولے، "آپی!"

مریم نے جیسے ہی بائیں جانب دیکھا، اُس کے دونوں چھوٹے بہن بھائی اُس کے پاس موجود تھے، اُن کی آنکھوں میں خوف اور آنسو تھے، مگر اُس لمحے اُن

کے لبوں پر ایک بے جان سی مسکراہٹ تھی۔ شکر کا ایک احساس، جو اُن کی آنکھوں سے چھلک رہا تھا۔

وقاص، جو مریم کے والدین کی نمازِ جنازہ پڑھ کر جُبری میں لوٹے تھے، مریم کو ہوش میں آتا دیکھ کر آہستگی سے بولے، "اللہ تیرا شکر ہے بیٹا، تمہیں ہوش آ گیا۔"

NOVEL HUT

مریم نے ارد گرد نظر دوڑائی، تو وہ تمام بچے جو زندہ بچے تھے، آہستہ آہستہ اُس کے قریب آ گئے۔ اُن کے چہروں پر درد تھا، خاموشی تھی، اور آنکھوں میں سوالات جن کا کوئی جواب نہیں تھا۔

تب ہی فارس آگے بڑھا، مریم کے گلے سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگا،
"آپی، آپ ہمیں چھوڑ کر مت جانا... ہم آپ کو تنگ نہیں کریں گے، بس آپ ہمارے ساتھ رہیں۔"

مریم کی آنکھوں سے ایک آنسو نکلا، جو چپکے سے فارس کے بالوں میں جذب ہو گیا۔ جیسے اُس کے دکھ میں بھی ایک نرمی، ایک خاموش دعا شامل ہو گئی ہو۔

NOVEL HUT

یہ لمحہ اتنا گہرا تھا کہ وقت تھم سا گیا تھا۔ بس آنکھوں کے آنسو، دل کی دھڑکنیں اور خاموش آہیں باقی رہ گئی تھیں۔
چند عورتیں مریم کے گرد حلقہ بنائے بیٹھی تھیں، کوئی اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے حوصلہ دے رہا تھا، تو کوئی خاموش آنکھوں سے اُس کے دکھ کو

محسوس کر رہا تھا۔ مریم کی گود میں فارس کا سر تھا، جو زار و قطار روتے روتے سو گیا تھا، اور یاسمن کا سر اُس کے کندھے سے لگا تھا، جیسے وہ مریم کے سائے میں پناہ لے چکی ہو۔

دونوں بہن بھائیوں کا معصوم چہرہ نیند میں بھی بے چین دکھائی دے رہا تھا، اور مریم... مریم تو جیسے پتھر کی مورت بن چکی تھی۔ وہ ایک ٹک دونوں کو دیکھ رہی تھی، آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے، مگر وہ ہلکی سی بھی حرکت نہیں کر رہی تھی۔

ایک عورت نے آہستگی سے کہا، "بیٹا، انہیں لیٹا دو اور تم آرام کر لو۔"

مریم نے آہستہ سے سر نفی میں ہلایا، اس کے لہجے میں ایک بے آواز چیخ چھپی تھی، "نہیں... میں اُنہیں خود سے دور نہیں کروں گی۔ اگر میں نے انہیں مجھ سے الگ کیا، تو وہ ظالم... وہ شاید انہیں بھی مار ڈالیں۔"

اُس کی آواز میں ایسی لَرزش تھی، جیسے ہر لفظ اس کے دل کو چیر کر نکل رہا ہو۔ وہ اپنے وجود سے اُن دونوں کو ایسے لپٹائے بیٹھی تھی، جیسے دنیا کا ہر ظلم اُس سے ٹکرا جائے، لیکن وہ اپنے پیاروں کو خود سے الگ نہیں کرے گی۔

عورتیں خاموش ہو گئیں۔ اُن کے چہروں پر صرف بے بسی تھی، مریم کا چہرہ ایک خاموش ماتم بن چکا تھا، اور وہ ماتم، ہر دیکھنے والے کے دل کو دہلا دینے کے لیے کافی تھا۔

فجر کی نرم روشنی آسمان کے کناروں سے جھانک رہی تھی، اور ملبے میں لپٹے اس شہرِ خاموشی میں قرآن کی تلاوت کی مدھم صدائیں گونج رہی تھیں۔ وہ صدائیں جن میں درد بھی تھا، امید بھی... اور ایک بے آواز فریاد بھی۔ ہر کوئی اپنے اپنے زخم دل پر قرآن کے لفظوں کا مرہم رکھ رہا تھا۔

مریم بھی وہیں بیٹھی تھی، اُس کے دائیں طرف یاسمین تھی اور بائیں طرف فارس۔ دونوں چھوٹے بہن بھائی اپنی بہن کی آواز میں لپٹے، آنکھیں بند کیے، سکون تلاش کر رہے تھے۔ مریم کی آواز رندھی ہوئی تھی، مگر اُس میں عجب وقار تھا۔ وہ قرآن کے الفاظ میں خود کو گم کر چکی تھی۔

اچانک اُس کی آنکھیں ایک آیت پر جا ٹھہریں—

"إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ"

"بیشک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔"

(سورۃ الزمر – آیت 10)

اُس کے ہونٹ کپکپانے لگے، آنکھوں میں آنسو جم گئے۔ وہ آیت گویا اُس کے لیے اللہ کا پیغام تھی— جیسے رب نے اُسے خود مخاطب کیا ہو، اُسے تھپکی دی ہو، کہا ہو:

"مریم، تم صبر کرو، تمہارے دکھ گواہ بنے ہیں عرش پر... اور تمہارا رب تمہارے ساتھ ہے۔"

مریم کی سانس رک گئی، دل لرز گیا، اور پھر اُس کی آنکھوں سے وہ آنسو بہے جو رات کی ساری خاموشی میں قید ہو گئے تھے۔ اُس نے قرآن کو سینے سے لگا لیا، جیسے وہ آیت اُس کے والدین کا آخری پیغام ہو، یا رب کا سب سے مضبوط وعدہ۔

فارس نے آنکھ کھول کر بہن کو دیکھا، اور وہ منظر دیکھ کر وہ بھی سسک پڑا۔ یاسمین نے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کی، لیکن اُس کی آواز ٹوٹ گئی۔

یہ وہ لمحہ تھا جب قرآن کے لفظ، صبر کے رنگ، اور دکھوں کی شدت ایک ہو گئے تھے۔ اور اُس صبح کے سناٹے میں مریم کی آنکھوں سے گرنے والا ہر

آنسو، رب کی بارگاہ میں گواہی بن رہا تھا — کہ اس زمین پر بھی وہ لوگ باقی ہیں جو درد سہہ کر بھی قرآن نہیں چھوڑتے۔

فارس نے آنکھیں موند لیں اور دل کی گہرائیوں سے ایک آیت کو دہرانا شروع کیا:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ"

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(البقرہ 2:153)

اس کی کمزور سی آواز میں عجیب سی پختگی تھی۔ وہ صرف آیت نہیں پڑھ رہا تھا، وہ اپنے اندر کے خوف، دکھ، تنہائی — سب سے لڑ رہا تھا۔ اُس کی پلکوں پر آنسو لرز رہے تھے، لیکن لبوں پر ایک تلخ، مگر مضبوط مسکراہٹ اُبھر آئی۔

وہ مسکراہٹ کسی خوشی کی نہیں تھی...
وہ مسکراہٹ تھی اُن بچوں کی جو اپنے ماں باپ کو کھو کر بھی باقی دنیا کے سامنے کمزور نہیں پڑتے...
وہ مسکراہٹ تھی، ایک زخمی دل کی، جو جانتا ہے کہ رب ساتھ ہے، چاہے ساری دنیا چھن جائے۔
فارس کی وہ خاموش مسکراہٹ جیسے پوری کائنات کو جھنجھوڑ گئی ہو — کہ ہم ٹوٹے ہیں، مگر ختم نہیں ہوئے۔ ہم روئے ہیں، مگر جھکے نہیں۔

NOVEL HUT

اور آسمان شاید اُس لمحے گواہ تھا، کہ ایک چھوٹے سے بچے کی وہ آیت، وہ مسکراہٹ، ظلم کے تاج محل کو ہلا دینے کے لیے کافی تھی۔

NOVEL HUT

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish

your novel , no worries . novel - hut is here.

to publish your contact us on instagram : novel_hut_ .

Enjoy reading !

دوپہر کی وہ گھڑی عجیب سی خاموشی لیے ہوئے تھی۔ سورج اپنے عروج پر تھا، مگر زمین پر جیسے زندگی تھم سی گئی ہو۔ آٹھ مہینے گزر چکے تھے اس دن کو، جب مریم کے ماں باپ ہمیشہ کے لیے اُن سے جدا ہو گئے تھے۔ زخم شاید پرانا ہو چکا تھا، مگر درد آج بھی اتنا ہی تازہ تھا۔

NOVEL HUT

فارس آہستہ قدموں سے مریم کے پاس آیا، اُس کی آواز میں معصومیت اور تھکن کا امتزاج تھا:

"اپی، مجھے بہت بھوک لگی ہے... کچھ کھانے کو دے دو نا۔"

مریم نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا، اس کے چہرے پر کمزوری صاف جھلک رہی تھی۔ وہ فوراً جُبری میں رکھے چھوٹے سے تھیلے کی طرف بڑھی، اُمید تھی

کہ شاید کچھ بچا ہو... لیکن ہر طرف خالی پن چھایا ہوا تھا۔ دل پسیج گیا، مگر چہرے پر وہی ماں جیسا سکون رکھتے ہوئے وہ باہر نکلی۔ کچھ دور ایک عورت کو دیکھا جس کے پاس دو سلائس بچے تھے، بڑی عاجزی سے مانگے، اور وہ دے دیے گئے۔

واپس آکر ایک سلائس اُس نے یاسمین کو تھمایا، دوسرا فارس کو۔

یاسمین نے روہانسی آواز میں پوچھا:

"اپی... تم کیا کھاؤ گی؟ تم نے بھی تو کئی دنوں سے کچھ نہیں کھایا..."

مریم نے اُس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرا، اور لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر کہا:

NOVEL HUT

"مجھے بھوک نہیں ہے، تم دونوں کھاؤ۔"

فارس نے سلائس کو آدھا کیا اور خاموشی سے مریم کی طرف بڑھایا:

"لو اپی، آدھا آپ کھا لو نا۔"

وہ لمحہ جیسے وقت کی رفتار کو روک گیا ہو۔ مریم کی آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے۔

NOVEL HUT

"نہیں میرا بچہ، تم کھاؤ... اپی کو بھوک نہیں ہے۔"

یاسمین نے ضدی لہجے میں کہا:

"اگر تم نہیں کھاؤ گی تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔"

ماں کی کمی کو جیسے وہ خود پورا کر رہی تھی۔ مریم مجبوراً اُن دونوں کے درمیان سے چھوٹا سا ٹکڑا لے کر کھانے لگی، مگر نوالہ گلے سے اترتا نہیں تھا۔ وہ روٹی کا ٹکڑا نہیں تھا — وہ تھا بے بسی، قربانی، اور اُس محبت کا ثبوت، جو ایک بہن ماں بن کر اپنے بہن بھائیوں کے لیے نبھا رہی تھی۔

وہ لمحہ گواہی دے رہا تھا کہ اصل عظمت کسی محل، لباس یا مال میں نہیں — بلکہ اُس نوالے میں ہے جو بھوکا ہو کر بھی دوسروں کے لیے قربان کر دیا جائے۔

"انکل !"

وقاص نے مڑ کر دیکھا تو مریم سر جھکائے کھڑی تھی۔ "بولو بیٹا، انکل آپ کے پاس فون ہے؟"

وقاص نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلا کر کہا، "نہیں بیٹا، میرا فون ٹوٹ گیا ہے۔ لیکن میرے ایک دوست کے پاس ہے۔"

"انکل، کیا آپ مجھے فون لا دے گے؟ مجھے ایک کال کرنی ہے،" مریم نے شدت سے کہا۔

وقاص نے حیرت سے پوچھا، "کس کو؟"

تب مریم نے کہا، "اپنی دوست کو، پلیز انکل۔ مجھے اپنی دوست سارہ سے بات کرنی ہے۔ آپ پھر اپنے دوست کو فون واپس کر دینا۔"

وقاص نے ہامی بھری اور اپنے دوست سے فون لے کر مریم کو دے دیا۔ مریم نے سارہ کا نمبر ملایا۔ سارا سوئی ہوئی تھی۔ تب ہی اس کے فون پر ایک ان نون نمبر سے کال آنے لگی۔ سارا فون کی آواز پر اٹھی، نیند سے بوجھل آنکھیں۔ سارا نے نیند میں کہا، "ہلو، کون؟"

تب مریم نے کہا، "سارہ، میں مریم۔"

یہ سن کر سارہ کی نیند اُتر گئی۔ وہ ایک دم سے اُٹھی اور بولی، "مریم، تم ٹھیک ہو نا؟ کیسی ہو؟ کہاں تھی تم؟" سارا نے بہت سے سوال کر ڈالے تھے۔

مریم رونے لگی، "سارہ... کوئی یہاں ٹھیک نہیں ہے... وہ سب کو مار رہے ہیں... وہ دو تین سال کے بچوں کو بھی نہیں چھوڑ رہے۔ کبھی مسیّل پھینکتے ہیں، کبھی بمباری ہوتی ہے، کبھی گولیاں چلتی ہیں۔ اسرائیل کے لوگ انسان نہیں، حیوان ہیں... انہوں نے میرے ماں باپ کو بھی مار دیا، سارہ..."

مریم کی آواز کانپنے لگی، "پلیز کسی سے کہو... خدا کا واسطہ... ہمیں نہیں، لیکن ان معصوم بچوں کو یہاں سے لے جاؤ... ان کی زندگیاں بچا لو، سارہ۔ جتنی بھی

مسلم ممالک ہیں، سب کو بتاؤ... ہم بہت تکلیف میں ہیں۔ انہوں نے ہماری مساجد، ہسپتال، ہمارے گھر سب جلا دیے... ہماری زندگیاں قیامت سے کم نہیں رہیں...یہاں روز قیامت دیکھنی پڑتی ہے، سارہ..."

"کھانے کو کچھ نہیں ہوتا... بہت سے لوگ بھوک سے مر گئے ہیں، سارہ... پلیز! پوری امتِ مسلمہ کو کہونا... ہماری مدد کریں... خاموش نہ بیٹھیں..."کوئی نہیں جانتا ہم کس اذیت ناک لمحوں میں سے گزر رہے ہیں۔ "

سارہ مریم کی آواز پر تڑپ اٹھی، "مریم! تم پریشان نہ ہو... میں دیکھنا، سوشل میڈیا کے ذریعے سب کو بتاؤں گی کہ تم لوگ کتنی تکلیف میں ہو... کوئی تو آئے گا تم لوگوں کو بچانے..."

مریم نے آہستگی سے کہا، ''سارہ... میں فون بند کرنے لگی ہوں... میں فارس اور یاسمین کو زیادہ دیر اکیلا نہیں چھوڑ سکتی... اور اس نمبر پر کال نہ کرنا... یہ میرا فون نہیں ہے... میں نے کسی سے لے کر تمہیں فون کیا ہے..."

سارا نے رندھی آواز میں کہا، ''تم اپنا اور اپنے بہن بھائیوں کا بہت خیال رکھنا... میں تم سب کے لیے ضرور دعا کروں گی..."

مریم نے یہ سن کر کہا، ''خدا حافظ..." اور فون بند کر دیا۔

NOVELHUT

سارہ نے جیسے ہی مریم کی آواز میں چھپا درد سنا تھا، اُس کا دل ٹوٹ کر رہ گیا تھا۔ اُس نے فوراً سوشل میڈیا پر فلسطین کے حق میں پوسٹس لگانا شروع کر دیں۔ ہر ایک پوسٹ میں وہ مریم کے الفاظ دہراتی، تاکہ دنیا وہ سچ سن سکے جو مریم نے سہا ہے۔ سارہ کی آواز جلد ہی ہزاروں لوگوں کی آواز بن گئی۔ دنیا کے کونے کونے سے لوگ اُٹھے، دعائیں مانگیں، چیخ چیخ کر انصاف کا مطالبہ کیا۔

مگر... ہر آواز ہم آواز نہیں ہوتی۔

اُسی پوسٹ کے نیچے ایک آدمی نے ٹھنڈے دل سے لکھا:

"فلسطین کو تو ختم ہونا ہے، ان کو مرنا ہے، تبھی تو قیامت آئے گی۔ یہ رونا دھونا چھوڑ دو، قرآن میں لکھا ہے۔"

یہ پڑھ کر کئی لوگوں کے دل لرز گئے۔ ایک آدمی نے درد سے بھرے الفاظ میں اُسے سمجھایا:

"بھائی، اگر تم دعا نہیں کر سکتے تو کم از کم ایسی باتیں مت کرو۔ تمہیں کیا خبر، وہ لوگ کس اذیت سے گزر رہے ہیں؟"

لیکن بجائے نرمی کے، جواب میں اُس بے حس نے زہر اُگلا:

"اگر اتنی ہمدردی ہے تو جا کر مر جا اُن کے ساتھ، یہاں تقریریں کیوں کر رہا ہے؟"

پھر تو جیسے زہر کا سیلاب بہہ نکلا۔ گالیاں، طنز، اور نفرت کی آگ۔

سارہ نے وہ سارے کمنٹس پڑھے، اُس کا دل ایک بار پھر مایوسی سے بھر گیا۔ اُس نے افسوس سے سر ہلا دیا۔

"کاش یہ مسلمان نہ ہو... کاش یہ ہماری امت کا فرد نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ ہے، تو دنیا پھر یہی کہے گی، کہ مسلمانوں کی اپنے مسلم لوگوں کی فکر نہیں ہے۔"

سارہ کی آنکھوں سے ایک خاموش آنسو بہا، اور اُس نے دل میں کہا:

"انسانیت تو کب کی دفن ہو چکی ہے... مگر کاش یہ شخص... صرف انسانیت کو ہی زندہ رکھ لیتا۔"

بہت سے لوگ اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کر رہے تھے، مگر... ان کے بیچ کئی ایسے بھی تھے جو اپنی ہی دنیا میں مگن تھے۔ نہ اُنہیں پرواہ تھی، نہ ہی احساس۔ اُنہیں یہ جاننے کی فکر تک نہ تھی کہ جن چیزوں سے وہ آج لطف اندوز ہو رہے ہیں، انہی چیزوں کی قیمت فلسطین میں روز ہزاروں جانوں سے چکائی جا رہی ہے۔

کہتے ہیں نا، ظالم صرف وہ نہیں جو ظلم کرتا ہے... بلکہ اس سے بڑا ظالم وہ ہے، جو خاموش رہ کر ظلم ہوتے دیکھتا ہے۔

یہی حال ان بہت سے لوگوں کا تھا۔ اُن کی خاموشی، کسی بچے کی چیخ بن کر فضاؤں میں بکھرتی تھی، کسی ماں کی آخری دعا بن کر زمین پر گرتی تھی، کسی لاش کے ساتھ دفن ہو جاتی تھی۔

کاش یہ دنیا دیکھ پاتی کہ اُن کی یہ خاموشی، روزانہ کسی نہ کسی کے لیے قیامت بن کر اُترتی ہے۔

کاش وہ سمجھ پاتے کہ فلسطین میں صرف لوگ نہیں مر رہے... غیرت بھی دم توڑ رہی ہے۔

کاش وہ جان لیتے کہ اُن کے بے حس رویے سے کسی مجبور دل کی امید ٹوٹ جاتی ہے۔ وہی امید جو درد سہتے ہوئے دل میں چھپی ہوتی ہے، کہ شاید کبھی کوئی آئے گا... کوئی اُٹھے گا... اور فلسطین کا ہاتھ تھامے گا، اُنہیں اُن عذابوں سے نجات دلائے گا جو روز اُن پر ٹوٹتے ہیں۔

لیکن افسوس...

یہ دنیا اب تماشائی بن چکی ہے، اور تماشائیوں کے درمیان کوئی مجاہد نہیں کھڑا ہوتا۔

آج پھر بَمباری میں فارس کا ایک اور دوست مارا گیا تھا۔ وہی آخری دوست... جو اُس کی بچی ہوئی یادوں، خوابوں اور خاموش مسکراہٹوں کا ساتھی تھا۔

فارس، مریم کی گود میں سر رکھے بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اُس کی ہچکیوں میں ٹوٹا ہوا دل صاف سنائی دیتا تھا۔

"آپی... میرے پاس بس ایک آخری دوست بچا تھا... انہوں نے وہ بھی چھین لیا۔ آپی یہ دنیا اتنی ظالم کیوں ہے؟ میں روز اِس اُمید میں جیتا ہوں کہ کوئی آئے گا... کوئی اللہ کا بندہ ہمیں بچانے آئے گا۔"

مریم نے اُس کے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اُسے اپنے اور قریب کر لیا۔

"بس میرا بچہ... صبر سے کام لو، تم تو میرے بہادر بھائی ہو نا؟"

فارس نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھا، اور ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولا،
"آپی... اور کتنا صبر؟ میں تھک گیا ہوں۔ اب صبر نہیں ہوتا۔"

اسی لمحے یاسمین نے بھی کمزور آواز میں کہا،

"آپی... کیا ہم یہاں سے بھاگ نہیں سکتے؟ آؤ نا آپی... ہم سب چلتے ہیں کہیں دور.... یہاں روز خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔ مجھ سے یہ سب نہیں دیکھا جاتا۔ روز کسی ماں کی آہ، کسی بچے کی چیخ... ہم سب یہاں سے بھاگ چلتے ہیں، آپی۔"

مریم نے آنکھیں بند کیں، اپنے آنسو روکے... اور نرمی سے بولی:

"ہم یہاں سے نہیں جا سکتے، یاسمین۔ اگر ہم نے بھاگنے کی کوشش کی، تو وہ ہمیں بھی مار ڈالیں گے۔ ابھی تو ہم اللہ کی حفاظت میں ہیں، وہی ہمارا سہارا ہے۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اللہ سب دیکھ رہا ہے۔"

پھر اُس کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں، اور اُس کے لبوں سے قرآن کی آیت نکلی، جیسے اُس کے دل سے کسی سچائی کا چراغ روشن ہو رہا ہو:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱللَّهَ غَٰفِلًا عَمَّا يَعْمَلُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ ٱلْأَبْصَٰرُ"

"اور ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ اللہ ظالموں کے اعمال سے غافل ہے، وہ تو انہیں صرف اُس دن کے لیے مہلت دے رہا ہے، جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔" (سورہ ابراہیم – آیت 42)

مریم کی آواز کانپ رہی تھی، مگر اُس کی آنکھوں میں ایمان کی روشنی تھی۔

"بس میرے بچو... وہ دن ضرور آئے گا۔ اور اُس دن، ظالموں کو اُن کے ہر ظلم کا حساب دینا ہوگا... اللہ کی عدالت میں کوئی سفارش نہیں چلے گی۔"

فارس اور یاسمین نے اُس کے قریب آکر اُس کے ہاتھ تھام لیے۔ وہ تینوں ایک دوسرے کے آنسو پونچھ رہے تھے... مگر اس بار، اُن کے دلوں میں اللہ کے وعدے کی امید روشن ہو چکی تھی۔

NOVEL HUT

مریم بیٹا، یہ لو کھانا... اُمید ہے اِس سے تم تینوں کا پیٹ بھر جائے گا،" وقاص نے چاولوں کا ایک پیالہ مریم کی طرف بڑھاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

مریم نے پیالہ لیتے ہوئے شکرگزاری سے سر جھکا دیا،

"آپ کا بہت بہت شکریہ انکل... کوئی کسی کا اتنا ساتھ نہیں دیتا جتنا آپ نے ہمارا دیا ہے۔"

وقاص نے شفقت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا،

"بیٹا، تمہارے بابا نے مجھ پر تم تینوں کی ذمے داری سونپی ہے... یہ میرا فرض ہے۔ جاؤ، خود بھی کھا لو... اور فارس، یاسمین کو بھی کھلا دو۔"

NOVEL HUT

مریم نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا اور چاولوں کا پیالہ لے کر اپنے بہن بھائیوں کے پاس چلی گئی۔ ایک پھٹا ہوا کمبل فرش پر بچھا تھا، جس پر وہ تینوں بیٹھے، جیسے کوئی عارضی دسترخوان ہو۔

خاموشی کے عالم میں، اُن تینوں نے مل کر چاول کھائے... جیسے ہر نوالہ اُن کے خالی پیٹ سے زیادہ، اُن کے زخم خوردہ دل کو کچھ لمحوں کا سہارا دے رہا ہو۔

کھانے کا ذائقہ شاید معمولی تھا... مگر اُس میں وقاص کی محبت، اُن کی تکلیفوں کی تھوڑی سی نرمی اور ایک احساس شامل تھا—کہ وہ اکیلے نہیں ہیں۔

NOVEL HUT

اُسی طرح دن، ہفتے، اور مہینے گزرتے گئے، لیکن اسرائیل کا ظلم کم نہ ہوا۔ مریم ایک عورت سے باتیں کر رہی تھی جبکہ فارس اور یاسمین کچھ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ فضا میں لمحاتی سا سکون تھا جو ایک بگولے کی مانند بکھر گیا جب وقاص کچھ مردوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا۔

"جلدی نکلو سب یہاں سے !" وقاص کی آواز میں خوف اور جلدی تھی، "اسرائیل کو اس جگہ کا پتا چل گیا ہے... وہ یہاں حملہ کرنے والے ہیں... بھاگو، جلدی !"

یہ سنتے ہی لوگوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف ہلچل مچ گئی۔ مائیں اپنے بچوں کو گود میں اٹھائے، بزرگوں کے ہاتھ تھامے بھاگنے لگیں۔
کچھ لوگ بروقت نکل گئے، مگر جو پیچھے رہ گئے... ان پر اسرائیلی فوج نے حملہ کر دیا۔ بے دردی سے انہیں شہید کر دیا گیا۔

وقاص، مریم، یاسمین اور فارس کو لے کر تیزی سے بھاگ رہا تھا۔

وقاص کی اپنی فیملی پہلے ہی ایک بمباری میں شہید ہو چکی تھی، مگر وہ ان تینوں کو اپنے بچوں کی طرح چاہتا تھا۔

فارس زخمی تھا، اس کے پاؤں میں گہری چوٹ آئی تھی، جس کی وجہ سے وہ زیادہ دیر تک دوڑ نہیں پا رہا تھا۔
وقاص نے فوراً فارس کو اپنے کندھے پر اٹھایا، اور تیزی سے دوڑنے لگا۔

NOVEL HUT

مریم نے یاسمین کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، اور وہ دونوں بے سہارگی میں زمین پر اڑتی دھول، چیخیں اور دھماکوں کے شور کے درمیان دوڑ رہی تھیں۔

"اللہ ! مدد کر !" یاسمین نے روتے ہوئے دعا کی۔

فضا میں میزائلوں کی گونج گونجنے لگی۔ چاروں طرف چیخ و پکار اور دھماکوں کی آوازیں تھیں۔
ایک بار پھر... فلسطین کی سرزمین پر خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔

"آپی ! میں نہیں بھاگ سکتی... میری چپل ٹوٹ گئی ہے... میرا پاؤں زخمی ہے !" یاسمین نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔

"بیٹا ! ہمت نہ ہارو... بس تھوڑا سا اور... چلو !" وقاص نے پیچھے مڑ کر دیکھا، اُس کے چہرے پر فکر کی گہری لکیر تھی۔

تبھی اُس نے دیکھا... کچھ اسرائیلی سپاہی، ہاتھوں میں بندوقیں لیے، اُن کی طرف بڑھ رہے تھے...

بے رحم وقت کی آندھی میں جب ہر طرف قیامت کی تصویریں بکھری ہوئی تھیں، وقاص کی آواز گونجی:

"بچو ! اُس طرف بھاگو، جلدی ! وہ درندے اِسی طرف آ رہے ہیں ! "

وقاص کی للکار سن کر چاروں فوراً دوسری سمت کی طرف دوڑنے لگے۔ لیکن جیسے ہی وہ بھاگتے ہجوم میں پہنچے، دھکم پیل اور خوف میں وہ سب گر گئے...

ایک لمحے میں وہ ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔

مریم کی دل دہلا دینے والی آواز فضا میں گونجی:

"انکل ! یاسمین ! فارس ! کہاں ہو؟ جواب دو!"

مگر شور، چیخوں، دھماکوں اور قدموں کی دھول میں اُس کی آواز گم ہو گئی۔

وہ سب ایک دوسرے کو تلاش کرتے، جان بچانے کے لیے دوڑتے رہے۔

ایک پل کے لیے بھی اگر وہ رکتے... موت اُن کے قدموں میں آگرتی۔

یاسمین دوڑتے دوڑتے ایک سنسان جگہ پر جا پہنچی۔

اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، لبوں پر بہن اور بھائی کا نام۔

"مریم آپی ! فارس ! کہاں ہو؟"

تبھی... اُس کے سامنے ایک اسرائیلی فوجی آکھڑا ہوا۔ بندوق ہاتھ میں، آنکھوں میں درندگی۔

یاسمین کے قدم تھم گئے، وہ کانپنے لگی۔
موت، اُسے لگنے لگا جیسے سانس لیتی ہو، بالکل اُس کے سامنے۔

"خدا کے لیے... مجھے جانے دو... مجھے مت مارو... اللہ سے ڈرو ! "

یاسمین ہاتھ جوڑ کر گڑگڑائی، آنکھوں میں بے بسی اور دل میں زندگی کی آخری اُمید۔

مگر وہ ظالم ہنسا، ایک شیطانی قہقہہ:

"بےوقوف لڑکی... کبھی کسی شکاری نے اپنے شکار کو چھوڑا ہے؟"

یاسمین نے نفی میں سر ہلایا، مگر اُس کی سانسیں گہرے خوف میں اٹک گئیں۔

تبھی... ایک پتھر اُس درندے کے بازو پر جا لگا۔
بندوق اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔

یاسمین نے جلدی سے اپنی بائیں طرف دیکھا۔
فارس، پسینے اور تکلیف سے بھیگا ہوا، سانس روکے کھڑا تھا۔

"آپی ! بھاگو !" اُس نے ہمت سے پکارا۔

یاسمین کے پاؤں زخمی تھے، پہلے سے چوٹ کھائے تھے،
اور ابھی ہجوم میں گرنے کی وجہ سے ٹانگوں میں بھی چوٹ لگ گئی تھی۔
لیکن وہ کسی طرح لڑکھڑاتے ہوئے فارس کی طرف بڑھی۔

ابھی وہ فارس کے پاس پہنچی ہی تھی کہ وہ درندہ، غصے سے بھرا،

یاسمین کو بالوں سے گھسیٹ کر ایک طرف پھینک دیا، یاسمین کے سر چوٹ لگ گئی۔ اس آدمی نے فارس کو زوردار تھپڑ مارا۔

فارس زمین پر گر گیا۔

"او چھوٹے چوزے !" وہ چیخا، "تجھے بڑی جوانی چڑھ گئی ہے؟

چل، پہلے تجھے ماروں گا، پھر تیری بہن کو!"

NOVEL HUT

فارس کی آنکھوں میں آنسو تھے، اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

یاسمین، جو سر سے خون بہا رہی تھی، کسی طرح رینگتی ہوئی فارس کے پاس پہنچی،

اور اُسے گلے لگا کر رو دی۔

"خدارا... تم میری جان لے لو... مگر میرے بھائی کو چھوڑ دو... وہ معصوم ہے!"

مگر ظالم کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اُس نے زمین سے اپنی بندوق اٹھائی اور دونوں پر نشانہ باندھ لیا۔

اسی لمحے... وقاص نے پیچھے سے اُس درندے پر جھپٹا۔

"بچو! بھاگو!"

یاسمین نے ہچکیوں کے ساتھ فارس کا ہاتھ تھاما اور اُسے لے کر بھاگ کھڑی ہوئی۔

خون بہنے کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے دھند چھا رہی تھی، مگر وہ سب بھلا کر بھاگ رہی تھی۔

ادھر وقاص... اُس درندے کو مار رہا تھا۔

ہر وار میں اُس کی اپنی تکلیف تھی، اُس کی اپنی بے بسی۔

درندہ زمین پر گرا، لگتا تھا بے ہوش ہو گیا۔

وقاص نے ایک پل کے لیے سکون کا سانس لیا،

لیکن وہ لمحہ فریب نکلا...

درندے نے آنکھ کھولی، غصے سے اپنی بندوق اٹھائی،

اور سیدھا وقاص کے سینے پر گولی مار دی۔

گولی وقاص کے دل میں جا لگی۔

وہ ایک دم زمین پر گر گیا، اور خون کے ساتھ اُس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ نکلے۔

درندے نے گالی دی...

اور ایک اور گولی، وقاص کے سر میں مار دی۔

NOVEL HUT

وقاص... وہی دم توڑ گیا۔

زمین پر اُس کا وجود پڑا تھا...
مگر آسمان کی طرف اُس کی کھلی آنکھیں،
ظلم کی گواہی دے رہی تھیں۔

اندھیرے، دھوئیں، اور چیخوں سے بھری اُس قیامت خیز فضا میں مریم پاگلوں کی طرح یاسمین اور فارس کو تلاش کر رہی تھی۔

"یا اللہ... میرے بھائی اور بہن کو مجھے واپس دے دے... یا اللہ تُو اُن کی حفاظت فرما... یا اللہ تُو چاہے تو میری جان لے لے... لیکن میرے بہن بھائی کو سلامت رکھ..."

مریم کے لب دعا میں لرز رہے تھے، آنکھوں سے اشک رواں تھے۔

تبھی... اچانک ایک بڑا پتھر کسی عمارت سے ٹوٹ کر مریم کی کمر پر آگرا۔

وہ درد سے چیخ ماری، زمین پر گر پڑی۔

کمر سے خون بہہ نکلا... لیکن اُس نے ہمت نہ ہاری، بمشکل اُٹھی... لڑکھڑاتی ہوئی... اور پھر آوازیں دینے لگی:

"یاسمین ! فارس ! کہاں ہو تم لوگ؟"

درد نے اُس کے جسم کو بوجھ بنا دیا تھا، لیکن وہ اپنے وجود کو گھسیٹ کر پھر سے آوازیں دینے لگی۔

"یا اللہ ! مجھے ہمت دے... مجھے میرے پیارے واپس دے دے..."

وہ زمین پر بیٹھ گئی... ہمت جواب دے چکی تھی۔

تبھی... ایک کرشمہ ہوا۔

سامنے سے فارس اور یاسمین اُسے ہی آوازیں دیتے، روتے ہوئے اُس کی طرف بھاگتے آرہے تھے۔

NOVEL HUT

مریم کی آنکھوں میں روشنی لوٹ آئی،

اُس نے جیسے آخری جان جمع کر کے دوڑ لگا دی اور دونوں کو گلے لگا لیا،

بار بار اُن کے ماتھے چومے:

"یا اللہ ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے... تم لوگ مل گئے... !"

مگر... اُس کی خوشی کا لمحہ اُس وقت درد میں بدل گیا،

جب اُس نے یاسمین کے سر سے خون بہتا دیکھا۔

فوراً اپنی چادر کا کچھ حصہ پھاڑ کر یاسمین کے زخم پر باندھنے لگی۔

پیار سے پوچھا: "یہ چوٹ کیسے لگی؟"

فارس نے لرزتی آواز میں سب کچھ بتایا...

مریم کی ٹوٹی ہوئی آواز میں نکلا:

"اور... انکل؟"

فارس نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا:

"وہ اُس آدمی سے لڑ رہے تھے... اُنہوں نے ہمیں کہا کہ بھاگ جاؤ... ہمیں نہیں پتا وہ کہاں ہیں۔"

مریم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے،

اُس نے وقاص کے لیے دعا شروع کر دی... دل سے، تڑپ کر۔

فارس تھکن سے وہیں زمین پر بیٹھ گیا،
اپنی زخمی ٹانگوں کو دیکھتے ہوئے اُس نے دوپٹہ کھینچنے کی کوشش کی،
یاسمین کا دوپٹہ فارس کے زخم پر بندھا ہوا تھا۔

مگر مریم نے فوراً ٹوکا:

NOVEL HUT

"فارس... خون ابھی بہہ رہا ہے، ایسے نہ اتارو... آپی چُھپ رہا ہے فارس نے بے بسی سے کہا ... کچھ دیر روک جاؤ.. بعد میں میں خود پٹّی کر دوں گی، ابھی برداشت کر لو۔"

مریم نے یاسمین کو سینے سے لگا رکھا تھا،

یاسمین ہوش میں نہیں تھی، اُس کے وجود میں تھکن، خوف، اور درد کا طوفان بسا تھا۔

تبھی... فضا میں ایک بار پھر قیامت ٹوٹ پڑی...

میزائل گرنے کی آواز مزید قریب آگئی،

لوگوں کی چیخیں مسلسل بلند ہونے لگیں۔

مریم فوراً اُٹھی، دونوں کو سنبھالا،

اور تینوں بمشکل دوڑنے لگے۔

مگر موت... اُن کے قدموں کا پیچھا کر رہی تھی۔

ہر قدم اُنہیں زندگی اور موت کے درمیان لے جا رہا تھا۔

یاسمین اور فارس... بھاگتے بھاگتے زمین پر گر پڑے۔

"آپی... بس... اب اور نہیں ہو رہا..."

یاسمین رو رہی تھی۔ فارس کا چہرہ تھکن اور خوف سے زرد پڑ چکا تھا۔

مریم چیخ اُٹھی:

"کوئی ہے... جو ہماری مدد کرے؟

کوئی ہے... جو ان بچوں کو بچائے؟

اللہ کے لیے... کوئی تو ہو!"

فارس بھی بے بسی سے بولا: "کوئی ہے جو ہمیں بچائے"

مگر آس پاس صرف چیخیں تھیں، گرتی عمارتیں تھیں،

اور خاموشی میں چھپی موت...

جو کسی بھی لمحے اُن کے سامنے آسکتی تھی۔

مریم نے بچوں کو جھنجھوڑا:

"اُٹھو! میرے بچوں... اُٹھو! ہم ابھی ہار نہیں سکتے...

اللہ ہمارے ساتھ ہے..."

مگر فضا میں بس ایک صدا گونج رہی تھی:

دھماکوں کی...

اور اُن کے درمیان مریم کی پکار...

جو رب کے در پر، زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔

NOVEL HUT

تینوں زمین پر بے بس، زخمی، اور تھکے بیٹھے تھے... نہ آنکھوں میں روشنی بچی تھی، نہ جسم میں طاقت۔

مریم سے اب چلا نہیں جا رہا تھا، اُس کی کمر کا زخم ناسور بن چکا تھا، سانسیں بھاری ہو چلی تھیں۔

وہ تینوں ایک دوسرے سے لپٹے رونے لگے،

ایسا رونا... جو روح کو چیر دے،

ایسا رونا... جو آسمان تک گونج جائے۔

مریم نے ہمت مجتمع کی، بہتے آنسو پونچھے اور بھاری سانس لیتے ہوئے بولی:

"تم دونوں... بھاگ جاؤ... پلیز... میری بات مانو... اپنی جان بچاؤ..."

یاسمین نے لرزتے لبوں سے کہا:

"ہم آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے... کبھی نہیں... !"

مریم نے چیخ کر کہا:

"میری بات سمجھو... پلیز... بھاگ جاؤ... میری زندگی کا آخری واسطہ ہے تم دونوں!"

مگر یاسمین اور فارس نے رو رو کر نفی میں سر ہلایا... اُن کے چہرے ضد، خوف، اور محبت کا آئینہ بنے ہوئے تھے۔

تبھی...

ایک بھیانک سناٹا چھا گیا۔

فضا میں ایک عجیب سا لرزہ اُترا۔

NOVEL HUT

مریم نے اچانک کسی انجانے خوف سے آسمان کی طرف دیکھا۔

آسمان... جیسے جل رہا ہو۔

ایک چمکتی ہوئی شے بجلی کی رفتار سے اُن کی جانب آ رہی تھی۔

یاسمین کے لب کانپے... آنکھیں پھیل گئیں...

"آپی... میزائل... !"

تینوں نے ساکت ہو کر اُسے آتے دیکھا...

وقت تھم گیا... سانسیں رک گئیں... آنکھوں میں آنسو جم گئے۔

NOVEL HUT

مریم نے فوراً آسمان کی طرف نظریں بلند کیں،

دل سے، پوری طاقت سے، رب کو پکارا:

"أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله"

"الله أكبر"

مریم کی آواز فضا کو چیرتی، آسمان سے جا ملی۔

اور پھر...

ایک زوردار دھماکہ...

وہ میزائل اُن پر آگری۔

زمین لرز اُٹھی، فضائیں سُن ہو گئیں،

اور وہ تینوں...

ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔

نہ اُن کی چیخ بچی،

نہ اُن کا نام و نشان...

NOVEL HUT

بس رہ گئی،

اُس دھرتی پر جلتی ہوئی مٹی،

اور رب کی گواہی میں بولے گئے اُن الفاظ کی گونج...

جو قیامت تک فضاؤں میں گونجتی رہے گی:

"اللہ اُکبر"

ہر درد میں اُمّتِ مسلمہ کو یاد کرتے رہے،

ہر آہ پر پُکارتے رہے...

کوئی ہے جو ہمیں بچائے؟

NOVEL HUT

کتنا انتظار کیا تیرا،

اُمّتِ مسلمہ ! تُو نہ آیا...

مگر ہمارا وجود خاک میں مل گیا۔

ختم شد

NOVEL HUT

حرفِ آخر

السلام علیکم پیارے قارئین !

امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔
میں نے یہ ناول خاص طور پر فلسطین کے لیے لکھا ہے۔
آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میرے ذہن میں یہ خیال کہاں سے آیا؟
تو سنیے...
کچھ دن پہلے، شام کے قریب پانچ بجے، میں نے انسٹاگرام پر ایک ویڈیو دیکھی۔

NOVEL HUT

اس ویڈیو میں ایک دھماکہ تھا... اور لمحوں میں لوگوں کے جسم ہواؤں میں بکھر گئے۔

دل دہلا دینے والا منظر تھا، آنکھوں میں آنسو لے آیا۔
کسی خیال سے میں نے اُس ویڈیو کا کمنٹ سیکشن کھولا...
وہاں ایک شخص کا کمنٹ پڑھا۔نہ مجھے پتہ ہے کہ وہ ہندو تھا یا مسلمان... لیکن اُس کا ذکر میرے اس ناول میں موجود ہے۔ میں بس یہ کہنا چاہتی ہوں... کیا ہماری غیرت مر چکی ہے؟ کیا ہمیں خدا کا خوف نہیں رہا؟ کیا ہم نے قیامت کے مناظر کے بارے میں واقعی کچھ جانا ہے؟ آپ سب نے کبھی سوچا ہے...؟

اللہ نہ کرے، لیکن اگر ہم اُن کی جگہ ہوتے تو؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگ اب بھی بائیکاٹ نہیں کر رہے۔ یاد رکھو، جو پروڈکٹس تم استعمال کر

رہے ہو، وہ کسی نہ کسی **فلسطینی** کی جان لے رہے ہیں۔ خدا کے لیے... **فلسطین** کے لیے دُعا کرو۔ جس بھی طریقے سے ہو سکے، مدد کرو۔ ہم سب کو کل اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ ہم سے پوچھا جائے گا، ہم نے اپنے **مسلم** بہن بھائیوں کے لیے کیا کیا؟ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں، **مسلمان** ہیں، ان کی تکالیف کو نظر انداز مت کرو۔ میں نے یہ ناول آپ سب کو ان کا درد محسوس کروانے کے لیے لکھا ہے۔ مجھ سے وعدہ کرے کہ آپ سب بائیکاٹ کرو گے، اور ان کے لیے رو رو کر دُعا مانگو گے۔ اللہ ان کی حفاظت کرے، آمین۔

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her

instagram link here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram : Areeba Nisar